ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

# مشرف عالم ذوقی کے ناول "مسلمان" میں سیاسی وسماجی شعور

جمیلہ ناز، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ لسانیات وادبیات اُردو

قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور کیمپس

ڈاکٹر تحسین بی بی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور کیمپس

صدر شعبۂ اردو یونوبرسٹی آف صوابی

**ABSTRACT**

*Musharraf Alam Zauqi is a famous and well-known modern Novelist of Urdu Language. He wrote his first Novel in 1978. He has authored many Novels, Short Stories, Dramas and Critique. His novels are the true and deep depiction of Social, Political and Religious life of the Indian minorities. He has sketched the deplorable and in despicable conditions of the oppressed segments of Indian society. Zauqi in his novels has tried to inculcate the political and social consciousness among the neglected masses. His novels revolve around the social evils, exploitation of labors, degeneration of collective socio-cultural values, effects of sectarianism discrimination against minorities in the so called secular state of India, corruption and high handedness of police. Social political awareness is essential for a writer to expose the evils of a society in his writings, especially for the modern literature. Musharaff Alam Zauqi's Noval "Musalman" is a famous novel based on socio-political subject. This novel is the depiction of Muslims life in India. This novel shows the political problems faced by the Muslims due to the intrigues of those in power. The applications of sectarian riots on Muslims have been comprehensively and boldly explained by Musharaff Alam Zauqi in this novel.*

کلیدی الفاظ:

سائنسی ایجادات، فرقہ ورایت، نام نہاد سیکولر، اقلیتی، دہشت پسندی، پیٹناگون، ورلڈ ٹریڈ سنٹر، آزادی، تہذیبی اقدار۔

مشرف عالم ذوقی جدید عہد کے مشہور ومعروف ناول نگار ہیں۔ انہوں نے اپنی ناول نگاری کی ابتدا ۱۹۷۸ سے کی اور سترہ سال کی عمر میں اپنا پہلا ناول "عقاب کی آنکھیں" تخلیق کیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے ان کے کئی ناول اور افسانوی مجموعے منظر عام پر آئے۔ وہ ایک زود نویس ناول نگار ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے ناولوں میں موضوع کی یکسانیت نہیں بلکہ موضوعات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ آپ سماج، معاشرے، تہذیب وتمدن اور انسانیت کے بنتے بگڑتے نقوش کا باریک بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں اس کرب کو دل میں محسوس کرتے ہیں اور پھر ناول اور افسانوں کی صورت میں صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیتے ہیں۔ ان کے ناولوں کا خاص موضوع ہندوستان کی سماجی، سیاسی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کی حقیقی عکاسی ہے انسانی زندگی، آپسی رشتہ سماجی مسائل، زندگی کی مصروفیات، سائنسی ایجادات اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات، مذہبی منافرت، فرقہ واریت، سیاسی حالات اور قدرتی آفات سے بے شمار موضوعات پر ان کی نظر ہے۔ وہ ہندوستان میں اقلیتی طبقے کے ترجمان کی صورت میں ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ اقلیتی طبقہ میں چاہے مسلمان ہوں، سکھ یا دلت طبقہ ان سب کے مسائل اور ہندوستانی معاشرے میں ان کے ساتھ ناروا سلوک کو انہوں نے اپنے ناولوں میں ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے سیاسی پارٹیوں کے مذموم مقاصد کو بڑی جرات مندی اور بے باکی سے بے نقاب کیا ہے۔

ڈاکٹر مشتاق احمد لکھتے ہیں۔

" ان کے ناولوں میں عہد حاضر سانس لیتا ہے۔ بالخصوص ہندوستان کی سماجی سیاسی مذہبی اور معاشرتی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس پر ذوقی کی نظر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج جو کی نہ صرف اردو زبان کے قارئین کے ہی محبوب فنکار نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کی دیگر زبانوں کے قارئین کے درمیان بھی ان کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور علمی طبقے میں ان کے تخلیقی جہت کا احترام کیا جا رہا ہے".(۱)

ذوقی کے ناولوں میں جو چیز مشترک ہے وہ ان کا سیاسی وسماجی شعور ہے۔ان کے ہر ناولمیں کسی نہ کسی سماجی برائی کا ذکر، مزدور طبقے کا استحصال ،ہندوستان کی مشترکہ تہذیبی وثقافتی اقدار کے زوال کے اسباب، فرقہ واریت کے اثرات، ہندوستان کی نام نہاد سیکولر ریاست میں اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک ۔انتظامیہ کی بدعنوانی، پولیس کا اپنے اختیارات سے تجاوز کرنا جیسے موضوعات کو پیش کیا گیا ہے۔

مشرف عالم ذوقی کا نمائندہ ناول "مسلمان" (۲۰۱۴ء) سیاسی وسماجی موضوع پر لکھا ہوا مشہور ومعروف ناول ہے یہ ناول ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی آپ بیتی ہے۔مسلمانوں کو سیاسی لحاظ سے کن دشواریوں کا سامنا ہے اور ان کو سازشی طاقتیں کس طرح اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتی ہیں فرقہ ورانہ فسادات کے مسلمانوں پر کس طرح کے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان سب کا احوال مشرف عالم ذوقی نے اس ناول میں بہت بے باکانہ انداز میں بیان کیا ہے۔

ناول " مسلمان" کے پیش لفظ میں مشرف عالم ذوقی نے تمام مسلمانوں کا ترجمان بن کر یہ صدائے احتجاج بلند کی ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی سطح پر بھی مسلمانوں کو دہشتگرد سمجھا جاتا ہے اور دنیا بھر میں دہشت گردی کا ہونے والا ہر واقعہ مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔حالانکہ اسلام تو امن پسندی کا مذہب ہے پھر کیوں اس کو دہشت گردی کے ساتھ لازم وملزوم کر دیا گیا ہے۔

اس ناول میں نہ صرف مصنف نے اپنے اندرونی کرب اور دکھ کی کیفیت کو آشکار کیا ہے بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے یہ ناول ۱۹۹۰ میں پہلے ہندی میں شائع ہوا پھر اردو میں ۲۴ سال بعد یعنی ۲۰۱۴ میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا اس ناول کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ ذوقی بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے ۲۴ سال انتظار کیا کہ شاید مسلمانوں کے نام پر دہشت گردی کا دھبہ مٹ جائے لیکن افسوس آج بھی مسلمانوں کو اسی طرح دہشت گرد سمجھا جاتا ہے جس طرح ۲۴ سال پہلے تھا۔

سیاسی موضوعات پر ذوقی کی گرفت بہت مضبوط ہے ذوقی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سیاسی شعور کے بغیر کوئی بڑا ادب تخلیق نہیں ہو سکتا۔مشرف عالم ذوقی کی نہ صرف ہندوستانی سیاست بلکہ عالمی سیاست کے اتار چڑھاؤ پر بھی گہری نظر ہے یہی وجہ ہے کہ ناول "مسلمان" میں آپ نے امریکہ کے سپر پاور ہونے کے ناطے دوغلی اور اسلام دشمنی پالیسیوں پر سخت تنقید کی ہے۔

اس ناول کے پیش لفظ میں مشرف عالم ذوقی نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کے بعد امریکی ردعمل پر سخت تنقید کی ہے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملوں کی آڑ میں امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا۔جس کے باعث ہزاروں لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا اور لاکھوں لوگ پناہ گزینوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔امریکہ نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کو جواز بنا کر افغانستان پر قبضہ کر لیا اور ایشیائی ممالک میں بھی اپنا سیاسی اثر ورسوخ قائم کر لیا جب کبھی امریکہ چاہتا ہے دہشت گردی کے ٹھکانوں پر حملوں کا بہانہ بنا کر مسلم ممالک پر میزائل گرا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں خاص طور پر مسلمانوں کے اندر امریکہ کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے۔

ذوقی لکھتے ہیں۔

”آخر امریکہ کے فوجی اور معاشی مرکز یعنی ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون پر ہی حملے کیوں ہوئے۔آزادی کی علامت اسٹیچو آف لبرٹی کو کیوں بخش دیا گیا۔یعنی یہ غصہ جمہوریت کے خلاف نہیں ہے بلکہ امریکی عوام کو سمجھ لینا چاہیے کہ ساری دنیا ان سے نفرت نہیں کرتی بلکہ امریکی حکومت کی پالیسیوں سے نفرت کرتی ہے۔“(۲)

آج امریکہ انسانیت کے قتل عام کی وجہ سے دنیا بھر میں بدنام ہو چکا ہے لیکن بدقسمتی سے اس قتل عام میں اکثریت مسلمانوں کی ہے امریکہ کی یہ ساری کاروائی اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔مشرف عالم ذوقی نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کا اصل مقصد اسلامی تہذیب کو ختم کرنا ہے۔

”تہذیب۔۔۔۔سوچناپڑ تاہے کہ یہ سارامعاملہ اسلامی تہذیب کو ختم کرنے کے لئے تو نہیں کھیلا جارہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔
تہذیبوں کی جنگ۔۔۔۔۔یہ فلسفہ پیش کیا تھا، ۱۲۔۱۳سال پہلے پینٹا گون کے صحافی ٹینگٹن نے اور کہا تھا کہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان تہذیبوں کولے کر ایک بڑی جنگ ہونے والی ہے اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس جنگ میں اسلام کے خلاف ہندو دھرم کا استعمال ساتھی کے طور پر کیا جائے گا۔ ٹینگٹن،عالمی نقشہ پر صلیب کی فتح کے خواہشمند تھے۔ان کے مطابق عیسائی تہذیب ہی سچی تہذیب ہے اس تہذیب کو دنیا کے نقشے پر لانے کی ذمہ داری امریکہ کی ہے۔ نیگٹن نے وہائٹ ہاؤس کی حکمران کو کروسیڈر کارول ادا کرنے پر زور دیا تاکہ اسلام اور دوسری تہذیبوں کو ختم کیا جاسکے۔“(۳)

ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کے بعد عالمی منظر نامے پر مسلمانوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دہشت گردی اور کم سے کم مشکوک مجرم کا لفظ لازم وملزوم ہوگیا داڑھی رکھنا اور نقاب کرنا جرم بنا دیا گیا اور مسلمانوں کے خلاف نفرت شروع ہوگی ہے۔یہ افسوسناک صورتحال ہے اور اس کی دھند میں اسلام کا چہرہ ہر لحہ گم ہوتا یا دور ہوتا نظر آرہا ہے سامراجی عالم کاری کے تضادات صاف نظر آرہے ہیں۔یقیناہم میں سے کوئی بھی احتجاج بلند نہیں کرے گا اس لیے کہ جو آئین دوسرے ملکوں پر نافذ ہوتا ہے امریکہ پر نافذ نہیں ہوتا۔پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے بہانے امریکہ کو اپنا کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا ہے اور ابھی تک جو ممالک امریکہ کے ساتھ نہیں ملے ان کو مسلسل للکارنے کی کوشش کر رہا ہے۔امریکہ کا مقصد اگر دہشت گردوں کو ختم کرنا ہوتا تو وہ صرف خود کو افغانستان تک محدود رکھتا لیکن تاجکستان پاکستان اور ہندوستانی ساحل پر جنگی بیڑے بٹھانے کی کارروائی کے پیچھے امریکی سازشی چہرہ صاف نظر آرہا ہے۔

عالمی سطح پر مسلمانوں کی حالت زار کی مختصر عکاسی کرنے کے بعد مشرف عالم ذوقی نے اس ناول میں ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی کمزور پوزیشن کو بے نقاب کیا ہے۔یہ ناول دراصل ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی آپ بیتی ہے اس ناول کا مرکزی کردار ایک طوائف ہے لیکن درحقیقت مشرف عالم ذوقی نے مسلمانوں کے لیے طوائف کا لفظ استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ جس طرح ایک طوائف کو اچھوت سمجھا جاتا ہے اس کی عزت کا بار بار سودا کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح ہندوستان میں مسلمان بھی ایک طوائف کی طرح اچھوت بن کر رہ گئے ہیں جن کی عزتوں کا بار بار سودا کیا جاتا ہے۔
اس ناول کی شروعات گوہر بائی کے کوٹھے سے ہوتی ہیں جہاں اس کی بیٹی افروز اسے مجرا کرتے ہوئے دیکھتی ہے گوہر بائی عزیز النساء کی بیٹی ہے جس کا تعلق ایک مسلمان سید گھرانے سے تھا جسے بٹوارے کے دوران ہونے والے ہندو مسلم فسادات میں ویرا نامی لڑکا اغوا کر لیتا ہے اور اُس سے زیادتی کرتا ہے جب وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو اسے شہناز بائی کے کوٹھے پر فروخت کر دیتا ہے جہاں پر وہ ایک بچی گوہر کو جنم دیتی ہے اور مر جاتی ہے۔شہناز بائی گوہر بائی کو ایک تربیت یافتہ طوائف بناتی ہے۔گوہر بائی پر نواب الطاف حسین عاشق ہے بعد ازاں دونوں کے ناجائز تعلقات کے نتیجے میں افروز جنم لیتی ہے گوہر بائی افروز کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتی ہے تاکہ وہ طوائف کے دھندے سے دور ہے۔
ایک دن ایسا واقعہ ہوتا ہے جو افروز کی زندگی کو بدل دیتا ہے اچانک ہندو مسلم فسادات بھڑک اُٹھتے ہیں جو پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں ان فسادات کے دوران جاگیر انام کا ایک دلال جو افروز پر عاشق ہے اور اس کو طوائف کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔گوہر بائی کا انکار سُن کر طیش میں آجاتا ہے اور انتقام کی آگ میں جلنے لگتا ہے اور ان ہندو مسلم فسادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گوہر بائی کے کوٹھے کو آگ لگا دیتا ہے۔گوہر بائی افروز کو بھگانے میں کامیاب ہو جاتی ہے لیکن خود اسی کوٹھے میں جل کر اپنی جان دے دیتی ہے۔افروز اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور نواب الطاف حسین جو اس کا ناجائز باپ ہوتا ہے اس کے گھر میں پناہ لے لیتی ہے۔نواب صاحب افروز کو اپنے گھر میں پناہ تو دے دیتا ہے لیکن سماجی خوف سے اولاد کا حق نہیں دے پاتا۔نواب صاحب ہر وقت سوچوں میں گم رہتے ہیں اور اپنے شاندار ماضی کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ان کا ذہن یہ قبول کرنے کو تیار نہیں کہ اب نوابی ان سے چھن گئی ہے۔ یہاں مشرف عالم ذوقی نے مفلسی کی زندگی،غلامی کی زندگی اور دو تہذیبوں کے تصادم کی تصویر کشی کی ہے:۔

”وہ دن ختم ہو گئے الطاف حسین۔۔۔۔۔۔
ختم ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔
پرانے دنوں کو آپ بھول جاؤ الطاف حسین۔۔۔۔
بھول جاؤ۔۔۔۔۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

ذہن میں جیسے نگاڑے بج رہے تھے۔۔۔۔۔ڈھم۔۔۔ڈھم۔۔۔ڈھم۔۔۔حویلی کی رونق اور آب وتاب نوجوانی تک قائم تھی۔ فرنگیوں کی حکومتیں بھی نوابوں کے ٹھاٹھ باٹھ ہی نرالے تھے۔۔۔۔۔ آزادی نے یہ سب اچھے دن چھین لیے۔۔۔۔زندگی نے کیسے کیسے دن دکھائے تھے۔۔۔۔۔۔۔کوٹھی کی گرتی دیواروں اور بے رونق ہوتی ہوئی محرابوں کو دیکھ رہے تھے۔"(۴)

نواب صاحب نوابی کے دنوں کو یاد کرتے ہیں اور ذلت کی زندگی جیتے ہیں یہ گھرانہ غلامی کے آخری دنوں سے اب تک مسلمانوں کے بدلتے ہوئے حالات وکیفیات کا انٹرول ہے ایک طرف نواب صاحب ہیں جو اپنی نوابی کے زمانے کو رومانی انداز سے یاد کرتے ہیں اور آج بھی طوائفوں کے کوٹھے پر جانا غلط نہیں سمجھتے مگر اندر ہی اندر اقتصادی حالت برباد ہونے کی وجہ سے کُڑھتے رہتے ہیں جائیداد کے نام پر آخری بچی ہوئی حویلی کی نیلامی کا سن کر خودکشی کر لیتے ہیں۔

نواب صاحب کے بچے قریشہ اور انور نئی نسل کے ترجمان ہیں وہ خود کو نواب صاحب کہلوانا پسند نہیں کرتے۔وہ اپنے حال میں جیتے ہیں اور اس حقیقت کو جان چکے ہیں کہ اب ان کی شان وشوکت ختم ہو چکی ہے اب انہیں جو کچھ کرنا ہے اپنی محنت کے بل بوتے پر کرنا ہے۔دونوں بہن بھائی تعلیم یافتہ ہیں۔ ہر وقت ہندوستانی سیاست اور ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں بحث ومباحثہ کرتے رہتے ہیں۔اور آزادی کے بعد کے ان مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں جنہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی فرقہ وارانہ بھید بھاؤ نہیں رکھا جائے گا۔پاکستان بن جانے کے بعد بھی وہ اسی عزت و آبرو سے ہندوستان میں رہ سکیں گے۔انور انجینئرنگ کا طالب علم ہے اور نوکری کرنا چاہتا ہے وہ فرقہ وارانہ فسادات کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر فرقہ پرست ہونے کا الزام لگاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مسلمان شدت پسندی کو چھوڑ کر سیکولر بن جائیں۔

افروز چند دن نواب صاحب کی حویلی میں رہنے کے بعد اپنی نئی پہچان بنانے کے لئے دہلی چلی جاتی ہے۔لیکن یہاں اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے قدم قدم پر بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ہندوؤں کی تنگ نظری اور مسلمان ہونے کی وجہ سے اسے کوئی نوکری نہیں دیتا۔افروز کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کیا مسلمان ہونا کوئی جرم ہے۔
یہاں مشرف عالم ذوقی نے افروز کی ذہنی کیفیت کی عکاسی اس طرح کی ہے۔

"راجپوت ٹریول ایجنسی کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے افروز کے ذہن میں مسٹر باوا کا صرف ایک ہی جملہ گونج رہا۔۔۔۔
نو ویکینسی مس افروز۔۔۔۔تم مسلمان ہو معاف کرنا۔۔۔۔۔۔۔اس لئے پوچھ رہا ہوں یہاں اس قدر پردہ ہے بائی داوے۔۔۔۔۔۔ آگے ویکینسی نکلی تو؟۔۔
ٹھک ٹھک۔۔۔۔
مسلمان۔۔۔۔۔!
تم مسلمان ہو۔۔۔۔۔۔؟
تمہارے یہاں اتنا پردہ ہے۔۔۔۔اگے
کتنی ہی جگہوں پر اسے اس لفظ سے واسطہ پڑا تھا۔۔۔۔۔ مسلمان۔۔۔۔
مسلمان نہ ہوا سڑے گوشت سے آئی بدبو ہو گئی۔۔۔۔کسی کو یہ لفظ گالی کی طرح لگا تھا اور کوئی ایسے چونکا تھا جیسے اچانک دھماکا ہو گیا ہو۔"(۵)

دہلی میں افروز کی ملاقات ایک مسلمان لڑکے شعیب سے ہوتی ہے جو گریجویٹ ہے اور نوکری کی تلاش میں خاک چھان رہا ہوتا ہے۔ لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری اس کی قابلیت کے آڑے آجاتی ہے ہے اور اسے بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے نوکری نہیں ملتی۔ذوقی نے شعیب کے ذریعے مسلمانوں کے مسائل کی نشاندہی کی ہے جیسے ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کیا ہے وہ آج کس ذہنی تناؤ سے گزر رہا ہے سیاست نے اسے کس طرح گمراہ کر دیا ہے شعیب ایسا کردار ہے جو حالات سے لڑنے کی بجائے اس سے فرار کا راستہ ڈھونڈتا ہے وہ افروز کو بھی اپنا نام بدل کر نوکری تلاش کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

"آپ اکیلی ہیں نوکری بھی کرنا چاہتی ہیں ______ ذرا کچھ دن۔۔۔۔۔کچھ دن ایک تجربہ کر کے دیکھتے ہیں کیا ضروری ہے ہر جگہ مسلمان نام کو Impose کیا جائے______کیوں، کیا، فرق پڑتا ہے؟

"مطلب؟" وہ چونکی۔

"مطلب مسلمان ہو یہ تم بتاؤ ہی نہیں"

"کیا؟"

اس سے تم زیادہ محفوظ رہوں گی یہ میرا اپنا تجربہ بتاتا ہے۔"(۶)

شعیب کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے افروز اپنا نام تبدیل کر کے انجو رکھ لیتی ہے جس سے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ ہندو ہے جلد ہی اسے ایک نوکری مل جاتی ہے کئی ہندو لڑکیوں کے ساتھ اس کی دوستی ہو جاتی ہے۔ یہ لڑکیاں اس کے سامنے مسلمانوں کی تنگ نظری اور شدت پسندی کی باتیں کرتی ہیں۔ اور وہ انجو کو سمجھاتی ہیں کہ بھیڑ بکری کاٹنے والوں کے پاس ہمدردی اور پیار کا فقدان ہوتا ہے لہذا تمہیں مسلمانوں سے بچ کر رہنا چاہیئے۔

یہاں مشرف عالم ذوقی نے یہ بات واضح کی ہے کہ نوجوان نسل چاہے وہ ہندو ہوں یا مسلم دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے کس قدر شکوک و شبہات ہیں کس قدر غلط فہمیاں ہیں یہی غلط فہمیاں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی شدت میں اضافہ کرتی ہیں اور آخر کار ہندو مسلم فسادات کی صورت میں رونما ہوتی ہیں۔

آگے چل کر ناول میں شعیب کے ساتھ ایک اور کردار سامنے آتا ہے اس کردار کا نام ونئے ہے جو ایک ہندو لڑکا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ، ایک چھت کے نیچے رہتے ہیں اور اپنی تعلیم مکمل کر رہے ہیں۔ لیکن اسی دوران ملک میں مختلف جگہوں پر فرقہ ورانہ فسادات شروع ہو جاتے ہیں ان فسادات میں ونئے کے بھائی کا قتل ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ونئے مسلمانوں سے شدید نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس نفرت سے مجبور ہو کر ایک رات شعیب کو قتل کرنے لگتا ہے تو شعیب کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ شعیب کا ونئے پر سے اعتبار ختم ہو جاتا ہے دونوں ایک ہی کمرے میں رہتے ہیں ان دونوں میں سے کوئی بھی کمرہ نہیں چھوڑنا چاہتا لیکن دونوں ایک دوسرے سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ کب کسی کی آنکھ لگ جائے تو دوسرا اسے قتل کر دے۔ اس شدید ذہنی اذیت سے تنگ آکر شعیب ایک دن ونئے کو قتل کر دیتا ہے۔ اس حوالے سے زیب اختر لکھتے ہیں:

"یہ اس ناول کا ایک اہم مقام ہے۔ مصنف نے شاید یہ دکھانا چاہا ہے کہ دو میں ایک ہی رہ سکتا ہے۔ اس مقام اور گہرائی سے غور کرنے کی ضرورت تھی جو کہ فرقہ واریت کا حل یہ نہیں ہو سکتا کم سے کم ہندوستان میں پیدا شدہ فرقہ پرستی کا تو ہر گز نہیں۔ کیوں کہ مصنف کے ہی لفظوں میں مسلمان کم تعداد میں ہوتے ہوئے بھی اقلیت میں نہیں ہیں مصنف چاہتا تو ان دونوں کو الگ رہنے پر مجبور کر سکتا تھا مگر یہاں یہ سوچ کام کر رہی ہوتی ہے کہ بہر حال رہنا ہندو مسلمانوں کو ساتھ ساتھ ہی ہے لیکن حالات کو ہم نے اپنی بیوقوفی سے بگاڑ دیا ہے۔"(۷)

ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک دوسرے سے شدید نفرت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بچپن میں ہی ہندو اور مسلم گھرانوں میں ہندو مسلم کا خوف بچوں کے ذہنوں پر مسلط کر دیا جاتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خوف شدید نفرت میں بدل جاتا ہے۔ ہندو بچے مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستانی تعلیمی اداروں میں مسلمان طالبعلموں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے انہیں پاکستانی ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے ان کے مذہب کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی ہندوستان سے محبت پر شک کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی غلطی کی سزا پوری مسلم کمیونٹی کو دی جاتی ہے۔ اس تکلیف دہ صورت حال کی عکاسی مشرف عالم ذوقی نے اپنے ناول میں یوں کی ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

”سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔کیا کہوں۔۔۔۔کیسے کہوں۔۔۔۔میری ایک سہیلی ہے ونیتا۔۔۔۔۔آج میرا اس سے جھگڑا ہو گیا۔وہ کہتی ہے کرکٹ میچ پاکستان جیتتا ہے تو تم سب خوش ہوتے ہو۔مسلمان کو ہندوستان سے زیادہ پیار پاکستان سے ہے پاکستان کے ہارنے پر غم منایا جاتا ہے اور جیت کی خوشی میں پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں۔پاکستان سے ہماری محبت ہو سکتی ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں ہم میں سے بہت سے لوگوں کے عزیزوں اور رشتہ دار رہتے ہیں۔دوسرے پڑوسی ملکوں کی طرح وہ بھی ہمارا پڑوسی ملک ہے لیکن جہاں وہ مسلمان تنگ نظر ہے جو ایسے مٹھی بھر لوگوں کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی آواز سمجھتے ہیں وہیں وہ ہندو بھی قصوروار ہے جو چند لوگوں کا الزام پوری مسلمان قوم پر ڈال دیتے ہیں۔“(۸)

اس ناول میں مشرف عالم ذوقی نے ہندوستانی سیاسی پارٹیوں جیسے کانگریس،بی جے پی اور آر ایس ایس اور پولیس کے کردار کو بھی بے نقاب کیا ہے۔اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے یہ سیاسی پارٹیاں ہندو مسلم دنگا فساد کرواتی ہیں۔پولیس سرکار کی گندی سیاست کی پیروی میں مسلمانوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرنے میں کوئی بھی کسر نہیں اٹھا رکھتی۔

ان سیاسی پارٹیوں میں بھارتی جنتا پارٹی اور آر ایس ایس جیسی ہندو انتہا پسند جماعتیں کھل کر اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔جبکہ کانگریس کا رویہ دوغلا ہے جو بظاہر تو ایک اعتدال پسند جماعت ہے۔لیکن اس کی ہر پالیسی دوغلی ہے۔پہلے زخم لگاتی ہے پھر مرہم رکھتی ہے۔حکیم شہاب الدین جیسے نام نہاد مسلمان سیاستدان بھی مسلمانوں کا بھلا نہیں سوچتے۔آر ایس ایس اور وہ ہندو پریشد جیسی انتہا پسند ہندو جماعتیں جہاں کہیں مسلمانوں کو ترقی کرتے دیکھتی ہیں دنگا فساد کروا دیتی ہیں تاکہ مسلمانوں کو معاشی طور پر کمزور کیا جا سکے۔

سچ تو یہ ہے کہ ملک کی تقسیم کی تاریخ کو بعد کی نسلیں بھی فراموش کرنے میں ناکام رہی ہیں گویا یہ اپنے آپ میں ایسا زخم تھا جس کا ذکر آتے ہی مسلمانوں کے لئے ایک عجیب سی نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔آزادی کے بعد تو فسادات جیسے اس ملک کی تقدیر بن گئے۔۔

سرکاری ملازمتوں پر تو مسلمانوں کے لیے دروازے بند ہی تھے لیکن جہاں کہیں مسلمان تاجر آگے بڑھتے ہیں ہندو انتہا پسند جماعتیں انہیں معاشی طور پر کمزور کرنے کے لیے سرگرم ہو جاتی ہیں۔سہمے ہوئے مسلمانوں کے دلی جذبات کی عکاسی اسی مشرف عالم ذوقی نے یوں کی ہے:

”دیکھ لینا یہاں بھی جم کر فساد ہو گا یہاں مسلمانوں کی آبادی اچھی خاصی ہے۔مسلمان خوش حال ہیں تجارت میں بھی آگے ہیں آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد جیسی جماعتوں کی آنکھیں تو بس ایسے ہی شہروں پر ٹکی رہتی ہیں.دنگے کرا دو۔۔مسلمانوں کو غریب اور بے روزگار بنا دو معاشی طور پر انہیں اتنا کمزور کر دو کو سر ہی نہ اٹھا سکے۔“(۹)

ہندوستان میں فرقہ واریت کا بول بالا ہے فرقہ وارانہ ذہنیت والے نوجوانوں کی کمی نہیں۔یہاں ہندو خود کو کٹر ثابت کرنے پر آمادہ ہے اور ہندوستانی تہذیب کو ہندوؤں کی نئی اصطلاح میں برتنے کی منظم کوشش کی جا رہی ہے یہ سلسلہ تقسیم ہند سے تا حال قائم ہے جس سے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات نے سرا بھارا۔مذہبی تعصب اور کشیدگی کا ماحول گرم رہتا ہے جس کے پس پردہ ہندوستان میں سیاست کے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ہندوستان کے بنیادی مسائل بھوک غربت جہالت اور بیماری وغیرہ کو نظر انداز کر کے فرقہ واریت کی حوصلہ افزائی ہونے لگی جس سے ہندوستان کی سالہا سال قدیم تہذیبی روایت نفرت کی آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ہندوستان میں فرقہ وارانہ تناؤ کی شروعات انگریزوں نے پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی کے ذریعے کر دی تھی۔جس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ مذہبی بھید بھاؤ کی شروعات ہوئی جو رفتہ رفتہ نفرت لڑائی جھگڑے اور قتل و غارتگری تک پہنچ گئی۔یہ سلسلہ آزادی کے بعد لگاتار چلتا رہا اور مسلمانوں کو ہر فساد کے بعد گہرے نقصان اور پریشانی سے گزرنا پڑا۔فسادات کی ہیبت تو چند مہینوں کے بعد ختم ہو جاتی تھی لیکن فرقہ وارانہ ذہنیت کا سلسلہ کبھی بھی ختم نہیں ہوا۔

ناول " مسلمان " ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کا المیہ ہے۔اس میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم فرقہ وارانہ فسادات اور مسلمان ہونے پر روزگار کی مشکلات اور بڑھتی بے روزگاری جیسے مسائل کو ذوقی نے نہایت بے باک اور دوٹوک انداز میں پیش کیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

ایم قمر علیگ اس ناول کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مسلمان ذوقی کی ایسی تخلیق ہے جو ہندوستانی مسلمانوں سے متعلق ہر سوال کا جواب دینے کے لیے کافی ہے۔ کیا حقیقت میں ہندوستان کا مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہے؟ بے روزگاری جاہلیت وطن پرستی ____ حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے مشکل کی ہر گھڑی میں الزامات کے نشانے پر تیار کھڑے ہر مسلمان کی آپ بیتی ہے....... مسلمان۔“(۱۰)

اس ناول میں ذوقی نے اس تلخ حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی کمی ہے۔ آج ہندوستان میں پچیس کروڑ کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ لیکن ان کا کوئی مشترکہ مسلمان رہنما نہیں ہے جس کی قیادت میں یہ اپنے مسائل کے حل کے لیے آواز اٹھا سکیں۔ مسلمانوں کے انتشار اور نااتفاقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان میں انہیں اقلیت قرار دیکر ان سے ناانصافی کی جاتی ہے انہیں درجہ دوم کا شہری سمجھا جاتا ہے۔ مشرف عالم ذوقی نے اپنی تحریروں میں بارہا مرتبہ مسلمانوں کے لئے لفظ اقلیت استعمال کرنے کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ ایم قمر علیگ لکھتے ہیں:

ہندوستان کے پچیس کروڑ مسلمانوں کو آخر کس سے ڈرتے ہیں اور کیوں۔ آزادی کے پچاس سال بعد بھی مسلمان اس ملک میں اقلیت کہلاتے ہیں طاہر محمود جیسے پڑھے لکھے لوگ اقلیتی کمیشن کے چیئر مین بنا منظور کرتے ہیں ۲۵ کروڑ کی آبادی جو ایک ملک کی آبادی سے بھی کہیں زیادہ ہے وہاں مسلمانوں کے لیے استعمال کیے جانے والے لفظ اقلیت کی کیا حیثیت ہے۔

”مسلمانوں کو دوسری بڑی اکثریت کب کہا جائے گا؟ دوسری بڑی اکثریت کی لڑائی ذوقی اپنے قلم سے پچھلے سترہ سالوں سے لگاتار لڑ رہے ہیں ____ ہاں اب کچھ مسلم رہنماؤں نے بھی ذوقی کے اس نعرہ' دوسری بڑی اکثریت' کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے 'دوسری بڑی اکثریت' کی حمایت میں ہندوستان کے صرف پچیس کروڑ مسلمانوں کو ہی سامنے نہیں آنا چاہیے بلکہ دوسری قوم کے لوگوں کو بھی اس انصاف کی جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیے۔“(۱۱)

مشرف عالم ذوقی کا یہ ناول ایک جنگ ہے جہاد ہے کیونکہ آزادی کے بعد ہندوستان میں کچھ بھی ہوتا ہے تو مسلمانوں کو ہی شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس ناول میں ذوقی نے کئی سوال اٹھائے ہیں؟۔ گاندھی جی کی ہتیا ہوتی ہے تو مسلمان اپنے گھروں میں بند ہو جاتے ہیں۔ اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کی آزاد ہندوستان میں ہتیا ہوتی ہے مسلمان ایک بار پھر اپنے گھروں میں بند ہو جاتے .ہیں۔۔۔ پاکستان سے قندھار داؤد سے اسامہ بن لادن تک ____ ۱۹۹۹ دسمبر کے آخری دنوں میں انڈین ایئر لائن کے مغوی طیارے سے پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ ٹاور پر حملے تک۔۔۔۔ ہر بار نشانہ مسلمان کیوں بنتا ہے۔ ذوقی پوچھتے ہیں جب یہودیوں انگریزوں اور ہندوؤں کو دہشت پسند یا ٹیررسٹ کہتے وقت ہم ان کے مذہب کو دہشت پسندی سے نہیں جوڑتے ہیں پھر ساری دنیا میں اسلامی آتنک واد، اسلامی دہشت پسندی یا اسلامک ٹیررزم کا نعرہ کیوں؟ اسے بدلنے کی ضرورت ہے اس کے خلاف بھی ایک جنگ کی ضرورت ہے۔

مشرف عالم ذوقی اس ناول کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مسلمان ۱۹۹۰ء میں لکھا گیا تھا لیکن آج دنیا کافی بدل چکی ہے ۱۹۹۲ میں بابری مسجد کی شہادت اور اس کے بعد ہندوستان میں ہونے والے دنگے، پھر ٹاڈا اور پوٹا، گودھرا اور گجرات، ہندوستانی مسلمان کی مستقبل کی تواریخ بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے افسوس کہ ذوقی کا ۱۹۹۰ کا سوال اب بھی جواب کا منتظر ہے ۲۰۰۱ء کے بعد اب یہ سوال پوری دنیا کے سامنے ہے دنیا کی دو بڑی قومیں ایک دوسرے کے سامنے اور یہ ڈر کے ایک کی آنکھ لگ گئی تو دوسرا چھرا بھونک دے گا۔۔۔۔۔ اور مجبوری یہ ہے کہ ہم ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں ایک آسمان ایک چھت کے نیچے۔“(۱۲)

عصر حاضر میں ہندوستانی معاشرہ اگرچہ متعدد مسائل سے دوچار ہے لیکن فرقہ واریت اور دو نسلوں کے درمیان حائل نظریاتی اختلافات، یہ دو سنگین مسئلے ملک کی جمہوری و تہذیبی فضا پر آتش فشاں سے کم نہیں ہیں۔ "مسلمان" انہی سلگتے مسائل پر لکھا گیا ایک فکر انگیز ناول ہے۔ مشرف عالم ذوقی بے باک قلم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

نگار ہیں سیاسی جماعتوں اور لوگوں کے نام گنوانے میں ان کو کوئی جھجک نہیں۔اس ناول میں انہوں نے کھل کر بھارتیہ جنتا پارٹی، کانگریس، آر ایس ایس، وشنو ہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی سیاسی جماعتوں پر کڑی تنقید کی ہے اس ناول کی ایک خوبی یہ ہے کہ ذووقی کہیں بھی خوفزدہ نظر نہیں آتا ہے۔سیاسی مسئلہ اٹھائے ہوئے اکثر فنکار یا تو بیچ کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا اس سے گریز کرتے ہیں لیکن ذوقی نے جو بھی بات کہی کھل کر کہی ہے۔جن سے ان کے نظریے اور فکر کا پتہ چلتا ہے۔

مشرف عالم ذوقی موضوعاتی کہانیاں لکھنے نیز اس میں تاثر بننے کا ہنر بخوبی جانتے ہیں الفاظ کی بازیگری نہیں کرتے اور نہ ہی فرسودہ مضامین کی لکیر پیٹتے ہیں بلکہ سیاسی اتھل پتھل تہذیبی انتشار اور اس سے جڑے مسائل کو آسان ہندوستانی زبان میں بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔وہ سچ کو بے کم وکاست بیان کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔اس ناول کے بارے میں سمیہ بشیر لکھتی ہیں:

"ایک وسیع کینوس پر مسلمانوں کی آپ بیتی لکھ کر ذوقی نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے بھگوا آتنک واد کے خلاف شاید یہ ہندوستانی زبان کا پہلا بڑا ناول ہے۔جس میں تفصیل سے مسلمانوں کو شکار بنائے جانے کی واردات کو موضوع بنایا گیا ہے۔اس وقت ملک میں مسلمانوں کی جو صورت حال ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے لیکن ایک بڑے تناظر میں مسلمانوں کے مسائل کو اٹھانا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذوقی نے جس حوصلہ کا اظہار اس ناول میں کیا ہے وہ حوصلہ آج کے ادیبوں میں کم ہی نظر آتا ہے۔"(۱۳)

مشرف عالم ذوقی اپنے انداز کے سب سے توانا اور منفرد افسانہ نگار اور ناول نگار ہیں۔انکا افسانوی فن بالخصوص ناول نگاری متنوع موضوعات سے مزین ہے وہ سماج اور سیاست کے ہر معاملے پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ان کے ناولوں میں سیاسی، سماجی، معاشی وتہذیبی شعور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ذوقی نے اپنے تمام ہم عصر لکھاریوں سے الگ پہچان بنائی ہے وہ اسلوب، تکنیک زبان وبیان غیرہ میں کسی بھی مرحلے پر سمجھوتہ نہیں کرتے۔وہ سنگین سے سنگین مسائل اور پیچیدہ ترین صورتحال پر اتنی خوبصورتی سے افسانے اور کہانی کا محل کھڑا کر دیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔وہ اپنے ناولوں کے ذریعے مسلمان قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا کام لیتے ہیں ان کے ہر ناول میں قاری کے لیے ایک سبق لازمی ہوتا ہے۔

**حوالہ جات۔**

۱۔مشتاق احمد ڈاکٹر، جدید حسیت کا فکشن نگار: ذوقی، ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی،۲۰۱۴، ص،۱۵

۲۔مشرف عالم ذوقی، مسلمان، عالمی میڈیا پرائیویٹ لیمیٹیڈ، دہلی، طبع دوم،۲۰۱۴، ص،۱۱

۳۔ایضاً،ص، ۱۴

۴۔ایضاً،ص، ۹۴

۵۔ایضاً،ص، ۱۷

۶۔ایضاً،ص، ۱۲۱

۷۔زیب اختر، ذوقی اور مسلمان، مشمولہ سہ ماہی عالمی جائزہ دہلی، مدیر عبدالرحمن ایڈوکیٹ، شمارہ نمبر ۱، (مشرف عالم ذوقی نمبر) جنوری تا مارچ۔

۸۔مشرف عالم ذوقی، مسلمان، عالمی میڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ دہلی طبع دوم ۲۰۱۴ ص،۹۷

۹۔ایضاً،ص، ۶۴

۱۰۔ایضاً،ص، ۱۷۔۱۸

۱۱۔ایم قمر علیگ مشمولہ پیش لفظ، مسلمان، عالمی میڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ طبع دوم،۲۰۱۴، ص،۱۸

۱۲۔الماس فاطمہ مشرف عالم ذوقی عہد ساز شخصیت ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی،۲۰۱۴، ص،۱۴۰۔۱۴۱

۱۳۔سمیہ بشیر، مشرف عالم ذوقی کے ناولوں کا تحقیقی وتنقیدی، مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی جموں وکشمیر، ص،۱۱۲